

جہادِ سیدِ سجاد (ع)

<?xml encoding="UTF-8">

بنی امیہ نے جب حکومت ہاتھ میں لی تو میڈیا سے بہت فائدہ اٹھا یا اور شام میں پوری پروپیگنڈہ مشینری کو حکومت اسلامی کے حقیقی وارثوں کے خلاف پروپیگنڈے میں مصروف کر دیا ، درباری محدثین ، مورخین ، علمائے خطباء ، شعراً وغیرہ کی خدمات حاصل کی جانے لگیں اور شامیوں کو یہ باور کرادیا کہ حکومت اسلامی کے حقیقی وارث بنی امیہ ہی ہیں ، بنی امیہ کی اس پروپیگنڈہ مشینری میں سب سے زیادہ خطرناک عنصر حدیثیں گھڑنے والوں کا تھا ، حدیثیں گھڑنے والوں نے تو پیسے کے لالچ میں اسلام ہی کو تہ و بالا کرڈالا ، بہت سے درباری محدثین تھے جنہوں نے بنی امیہ کے سکوکے لالچ میں اسلام محمدی (ص) کا چہرہ ہی مسخ کرڈالا ، جس کی مثالوں سے کتابیں بھری ہوئی ہیں ، بنی امیہ کے ذریعہ اہل بیت (ع) کے خلاف قائم کردہ اس ماحول میں امام حسین (ع) کی شہادت ، اسلامی معاشرے کے لئے اتنی موثر نہ ہوتی اگر اپنی شہادت کے بعد امام حسین (ع) نے اپنے مقصد کی تبلیغ اور بنی امیہ کے پروپیگنڈے کو بے اثر کرنے کی ذمہ داری امام زین العابدین (ع) اور جناب زینب (ع) کے سپرد نہ کی ہوتی اور آپ کا مقصد عورتوں اور بچوں کو کربلا میساتھ لانے کا یہ بھی ہو سکتا ہے تاکہ جب آپ (ع) بنی امیہ کی فاسد حکومت پر کاری ضرب لگائیں تو امام زین العابدین (ع) اور جناب زینب (ع) شہر شہر ، قریہ قریہ امام حسین (ع) کی فکر اور ان کے مقصد شہادت کو عام کر دیں اور بنی امیہ کی پروپیگنڈہ مشینری کو ناکام بنادیں ، اسی لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ منصوبہ کربلا میں امام زین العابدین (ع) کا بہت اہم کردار ہے ، اگر بعد شہادت امام حسین (ع) ، حضرت امام زین العابدین (ع) نے یہ جہاد نہ کیا ہوتا تو کربلا میں شہدا کی دی گئی عظیم قربانیاں رائیگاں چلی جاتیں ، جہاد کی کئی قسمیں ہیں جن میں جہاد بالنفس کا مقام سب سے بالا ہے اور جہاد بالسیف یا اسلحے سے جہاد کرنے کی منزل سب سے آخر میں ہوتی ہے اس بیچ جہاد باللسان یعنی زبان سے جہاد اور جہاد بالقلم کی بڑی اہمیت ہے ،

کربلا میں جب امام حسین (ع) اور آپ کے اعزا و انصار شہید ہوچکے تو بنی امیہ نے امام زین العابدین (ع) کو قیدی بنا کر ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال دیں لیکن ہتھکڑیاں ڈال کر تلوار کا جہاد ہی روکا جاسکتا تھا ، یزیدیوں کے بس میں یہ ہرگز نہ تھا کہ امام زین العابدین (ع) کو زبان کے ذریعہ جہاد کرنے سے روک سکیں ، لہذا امام زین العابدین (ع) نے ہر گام پر زبان سے ایسا جہاد کیا جس سے بنی امیہ کی 30 سالہ سلطنت شاہی میں زلزلہ آگیا ، امام کو لٹے ہوئے قافلے کے ہمراہ جب ابن زیاد کے دربار میں پیش کیا گیا تو ابن زیاد نے غرور و نخوت بھرے لہجے میں امام (ع) سے کہا کہ : تم کون ہو؟ امام نے جواب دیا میں علی بن الحسین (ع) ہوں ، ابن زیاد نے کہا کہ کیا خدا نے علی بن الحسین (ع) کو قتل نہیں کیا؟ امام سجاد (ع) نے جواب دیا : کہ میرے بھائی بھی علی بن الحسین (علی اکبر (ع) تھے جنہیں لوگوں نے قتل کر دیا ، ابن زیاد پھر کہتا ہے کہ علی بن الحسین (ع) علی اکبر (ع) کو خدا نے قتل کیا ہے ،

امام (ع) نے جواب میں قرآن مجید کے سورہ زمزکی آیت 42 کی تلاوت فرمائی جس کا مطلب یہ ہے کہ : ”خدا ہی لوگوں کے مرنے کے وقت ان کی روحیں (اپنی طرف) کھینچ بلاتا ہے ۔“ قیدی ہونے کے باوجود امام زین العابدین (ع) نے ابن زیاد کے دربار میں بنی امیہ کی بساط الٹ دی ، اور بنی امیہ کے بزرگوں کے اس نظریئے کو مردود قرار دے دیا جس کو ڈھال بنا کر بنی امیہ اپنے حریفوں پر ظلم کیا کرتے تھے ، بنی امیہ کے ایک بزرگ کا نظریہ تھا کہ

خیر و شر اللہ کی طرف سے ہوتا ہے، بندہ مختار نہیں ہے لوگوں کی قتل و غارت گری کے لئے بھیجا گیا بنی امیہ کے ایک بزرگ کا قریبی سپاہی ”بسر بن ارطاة“ جب دل کھول کر لوگوں کو قتل کرچکا تو ان بزرگ کو اس کی رپورٹ پیش کی کہ میں نے کس بے دردی سے لوگوں کو قتل کیا ہے، تو بنی امیہ کے بزرگ نے سن کر کہا کہ: اے بسر! یہ مظالم تو نے نہیں بلکہ اللہ نے انجام دیئے ہیں ﴿شرح نہج البلاغہ، شارح سنی دانشور ابن ابی الحدید، جلد ۲، صفحہ ۱۷، ناشر دار احیاء التراث العربی، بیروت لبنان﴾ اسی نظریہ کو ابن زیاد بھی اپنے دربار میں چوتھے امام کے سامنے دہرا رہا ہے لیکن امام نے قرآن مجید کی روشنی میں اس نظریئے کی ہمیشہ کے لئے بھرے دربار میں تردید کردی، جس کو سن کر ابن زیاد تلملا کر رہ گیا، ابن زیاد نے یزید کے حکم پر امام سجاد (ع) کو اس قافلے کے ہمراہ شام کے لئے روانہ کر دیا، اہل شام صرف بنی امیہ کو اسلام کے حقیقی وارث کے طور پر پہچانتے تھے اور اس میں بنی امیہ کے پروپیگنڈے کا بڑا ہاتھ تھا اسی لئے جب اہل بیت (ع) کا قافلہ شام میں داخل ہوا تو ایک شامی امام زین العابدین (ع) کے قریب آیا اور کہنے لگا: ”خدا کا شکر ہے جس نے تمہیں ہلاک کیا اور امیر (یزید) کو تم پر فتح دی“ امام زین العابدین (ع) سمجھ گئے کہ اس پر بنی امیہ کا رنگ چڑھ گیا ہے آپ نے شامی سے فرمایا کہ: کیا تو نے قرآن پڑھا ہے؟ اس شخص نے جواب دیا: ہاں پڑھا ہے، امام (ع) نے فرمایا کہ کیا یہ آیت بھی پڑھی ہے: ”اے رسول (ص)! تم کہہ دو کہ میں اس تبلیغ رسالت کا اپنے قرابتداروں (اہل بیت (ع)) کی محبت کے سوا تم سے کوئی صلہ نہیں مانگتا ﴿سورۃ شوریٰ، آیت ۲۳﴾

شامی نے کہا کہ ہاں پڑھی ہے، امام (ع) نے فرمایا کہ اس آیت میں قریبی سے مراد ہم ہی تو ہیں، پھر امام (ع) نے سوال کیا کہ یہ آیت بھی پڑھی ہے کہ: اے رسول (ص)! اپنے قرابتدار کا حق دے دو ﴿سورۃ روم، آیت ۸۳﴾ و سورۃ اسراء، آیت ۶۲؟ شامی نے جواب دیا ہاں، امام (ع) نے فرمایا کہ وہ قرابتدار ہم ہی تو ہیں، امام (ع) نے پھر سوال کیا کہ یہ آیت پڑھی ہے کہ ”اور جان لو کہ جو کچھ تم غنیمت حاصل کرو اس میں پانچواں حصہ مخصوص خدا اور رسول (ص) اور رسول (ص) کے قرابتداروں کا ہے“ ﴿سورۃ انفال، آیت ۴۱﴾

شامی نے کہا ہاں، پڑھی ہے، امام (ع) نے فرمایا وہ قرابتدار ہم ہی تو ہیں، امام (ع) نے پھر سوال کیا کہ یہ آیت پڑھی ہے ”اے پیغمبر (ص) کے اہل بیت (ع) خدا تو بس یہ چاہتا ہے کہ تم کو ہر طرح کی برائی سے دور رکھے اور جو پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے ویسا پاک و پاکیزہ رکھے ﴿سورۃ احزاب، آیت ۳۳﴾ شامی نے کہا ہاں، امام (ع) نے فرمایا وہ اہل بیت (ع) ہم ہی تو ہیں، بوڑھے شامی نے کہا: خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، آپ جو کہہ رہے ہیں سچ کہہ رہے ہیں، امام (ع) نے فرمایا: خدا کی قسم ہم ہی وہ ﴿قرابتدار﴾ ہیں، اپنے جد رسول خدا (ص) کے حق کی قسم ہم ہی وہ ﴿اہل بیت (ع)﴾ ہیں، شامی گریہ کرنے لگا اور اپنا سر و سینہ پیٹتے ہوئے سر آسمان کی طرف بلند کر کے کہنے لگا: پروردگار! میں آل محمد (ص) کے دشمنوں سے بیزار ہوں، اس موقع پر تلوار بھی وہ کام نہ کرتی جو امام (ع) کی زبان مبارک نے کر دیا، کیونکہ اگر تلوار سے اس شامی کو قتل بھی کر دیا جاتا تو وہ صرف ایک شخص کا قتل ہوتا، لیکن شامی کے توبہ کر لینے سے اس تحریک پر ضرب پڑی جس کو چلانے کے لئے بنی امیہ نے خزانوں کے منہ کھول رکھے تھے بہر حال امام زین العابدین (ع) میر کارواں بن کر یزید کے دربار میں وارد ہوئے اور یزید فتح کے نشے میں چور تخت پر بیٹھا ہوا تھا، یزید نے درباری خطیب کو تقریر کرنے کا حکم دیا تاکہ امام زین العابدین (ع) کی موجودگی میں آپ کے والد گرامی اور دادا حضرت علی ابن ابی طالب (ع) کی شان میں گستاخی کرے اور امام کو دربار میں نیچا دکھائے، خطیب منبر پر گیا اور وہ سب کچھ کہہ ڈالا جو یزید چاہتا تھا، امام نے درباری خطیب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ: ”تجھ پر وائے ہو کہ تو نے خلق (لوگوں) کی خوشنودی کو خالق (اللہ) کی ناراضگی کے عوض خرید لیا اور اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالیا، بھرے دربار میں اک قیدی سے اپنے

بارے میں جہنمی ہونے کا اعلان جب اس درباری خطیب نے سنا ہوگا تو کتنی رسوائی ہوئی ہوگی؟ جب یہ درباری خطیب منبر سے اتر آیا تو امام نے اپنے لئے بھی منبر پر جانے کے لئے یزید سے اجازت چاہی یزید نے چار و ناچار امام زین العابدین (ع) کو اجازت دے دی یہی وہ موقع تھا کہ امام (ع) کو زبان کے ذریعہ جہاد کر کے بنی امیہ کے طرز فکر پر کاری ضرب لگانی تھی، آپ (ع) نے حمد و ثنا کے بعد لوگوں کے سامنے اپنا تعارف کرایا اور لوگوں کے ذہنوں سے بنی امیہ کا پروپیگنڈہ دھو ڈالا اور لوگوں کو اچھی طرح باور کرایا کہ ہم نے حکومت اسلامی یا خلیفہ رسول پر خروج نہیں کیا ہے بلکہ یہ حکومت و خلافت ہمارا حق تھا جس پر یزید ناحق بیٹھا ہے اور اس نے ہمارا پورا گھر تباہ کر ڈالا اور پھر آپ نے بنی امیہ کے شجرہ ملعونہ کو بھی لوگوں کے سامنے بیان کیا، دربار میں چہ می گوئیاں ہونے لگیں حتیٰ کہ بعض افراد کے گریہ کی آوازیں بھی بلند ہونے لگیں، یزید کو محسوس ہوا کہ وہ یہ مورچہ بھی ہار چکا ہے لہذا اُس نے امام زین العابدین (ع) کو خاموش کرنے کے لئے بے وقت اذان کہلوا دی، اگر چہ یزید اذان کے ذریعہ امام زین العابدین (ع) کو خاموش کرنا چاہتا تھا، اذان کے احترام میں امام (ع) خاموش بھی ہو گئے لیکن جیسے ہی موذن نے ”أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا الرَّسُولُ اللَّهُ“ کہا امام (ع) نے موذن کو روک دیا اور بھرے دربار میں یزید سے سوال کر لیا کہ: بتا! محمد رسول اللہ (ص) تیرے جد ہیں یا میرے؟ یزید کے پاس امام زین العابدین (ع) کے اس سوال کا کوئی جواب نہ تھا، درباری سمجھ چکے تھے کہ یزید نے حکومت کے باغیوں کو نہیں بلکہ اولاد رسول (ص) کو قتل کر ڈالا، یزید کی مخالفت اور نفرت کا سلسلہ یہیں سے شروع ہو گیا، امام زین العابدین (ع) اپنے بہترین جہاد میں کامیاب ہو گئے، کیونکہ اہل بیت (ع) کی اسیری اور جناب زینب (ع) اور امام زین العابدین (ع) کے خطبوں کے ذریعہ کربلا، کوفہ اور شام اور ان کے راستوں میں آنے والی آبادیوں کے مکینوں کو معلوم ہو چکا تھا کہ یزید نے ناحق اہل بیت (ع) رسول (ص) کو ستایا ہے جس کی وجہ سے مملکت اسلامی میں لوگ بنی امیہ کو خائن اور ظالم سمجھنے لگے اور بنی امیہ کی فکر کو برا سمجھا جانے لگا، یہ امام زین العابدین (ع) کے جہاد کا ہی اثر ہے کہ آج بھی ہر انسان یزید کی فکر سے نفرت کرتا ہے...